بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔11 مدیر: نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ: رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ۔نبوت۔ہجری شمسی، 1385 بمطابق۔نومبر 2006ء شمارہ نمبر 11

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صدق اور خدمت کا آخری موقعہ۔اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔زمانہ انقلاب میں ہے، یہ آخری زمانہ ہے۔اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوعِ انسان کو دیا گیا ہے۔اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔(ملفوظات جلد سوم، صفحہ، ۵۱۷)

بیرونی ممالک سے مہمانان کی مساجد میں آمد

مسجد بشارت اوسنابروک میں ماسکو یونیورسٹی کے طلبا کی آمد

ماسکو یونیورسٹی کے چھبیس طلبا مورخہ دس اگست کو مسجد بشارت اوسنابروک دیکھنے آئے۔مسجد کے مختلف حصّوں کو دلچسپی سے دیکھنے کے علاوہ انہوں نے اسلام احمدیت کے بارے میں سوالات بھی کیئے، جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔تین گھنٹے کے اس دورے میں اُن کا تاثر مجموعی طور پر بہت اچھا تھا۔جب اُن کو معلوم ہوا کہ مسجد احباب نے چندہ جمع کر کے بنائی ہے تو انہوں نے بھی مسجد کے لئے چندہ پیش کیا۔

(سیکرٹری تبلیغ، ریجن ویسٹ فالن)

مسجد طاہر کوبلنز میں مصری طلبا کی آمد

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد طاہر اب کوبلنز شہر میں اتنی شہرت حاصل کر چکی ہے کہ بیرونی ممالک سے آنے والے مہمان جب کسی سے کسی مسجد کا پتہ پوچھتے ہیں تو وہ نہ صرف پتہ بتاتے ہیں بلکہ مسجد تک رہنمائی بھی کرتے ہیں۔مصر (Egypt) میں واقع گوئٹے انسٹیٹیوٹ جہاں جرمن زبان پڑھائی جاتی ہے، کے وہ طلبا جنہوں نے اپنا کورس مکمل کر لیا تھا انسٹیٹیوٹ کی دعوت پر جرمن تہذیب وعملی طور پر بولی جانے والی زبان کے مطالعے کے لئے جرمنی آئے ہوئے تھے۔جمعہ والے دن انہوں نے انتظامیہ سے کسی مسجد کے بارے میں پوچھا کہ ہم نے نماز ادا کرنی ہے۔انتظامیہ نے ہماری مسجد کا پتہ بتا دیا۔چنانچہ آٹھ طلبا اپنے استاد سمیت مسجد تشریف لائے۔نماز میں کچھ دیر تھی اس لئے انتظار کے دوران اُن کی خاطر تواضع کی گئی اور جماعت کا تفصیلی تعارف اور اس کے کاموں کی کسی قدر تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔یہ گروپ بہت اچھا تاثر لے کر گیا۔اسی روز نئی دھلی انڈیا سے آنے والے ایک مسلمان دوست بھی جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ان کے ساتھ ایک جرمن دوست بھی تھے جنہوں نے بتایا کہ یہ میرے مہمان ہیں، انہوں نے نماز جمعہ کے لئے کسی مسجد کا پوچھا تھا۔میں نے انٹرنیٹ میں دیکھا تو اس مسجد کا پتہ مل گیا، چنانچہ میں انہیں یہاں لے آیا ہوں۔یہ جرمن دوست تو دفتر میں بیٹھے رہے، اور مسلمان دوست نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(رپورٹ۔جنرل سیکرٹری لوکل امارت کوبلنز)

☆ ☆ ☆ ☆

لوکل امارات ڈیٹسن باخ اور آفن باخ کا پکنک پروگرام

مورخہ ۳ ستمبر کو لوکل امارت ڈیٹسن باخ اور لوکل امارت آفن باخ کا مشترکہ انصار اللہ کی تنظیم کے تحت ایک پکنک پروگرام بمقام فیشن ہائم والڈ پارک ہوا۔بمطابق پروگرام ہر دو امارات کے انصار تقریباً ایک بجے دوپہر بمقام پکنک پہنچ گئے۔نماز ظہر و عصر ایک بج کر تیس منٹ پر مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔بعد ازاں نماز مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔محترم ڈاکٹر صاحب نے ہستی باری تعالیٰ کے وجود کو نہایت عارفانہ انداز میں قُرآنِ پاک سے ثابت کیا نیز دُعا اور عبادت کے مضمون پر روشنی ڈالی۔حاضرین سے مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے بھی خطاب فرمایا۔آپ نے انصار کو مبارکباد دی کہ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سو مساجد کے لئے دیا گیا پانچ لاکھ یورو کا ٹارگٹ میعاد کے اندر پورا کیا۔آپ نے ہر ناصر کو اس سال کے لئے ترغیب دی کہ وہ کم از کم 200 یورو (معیاری وعدہ) لکھوائے۔آپ نے انصار کو نظام وصیت میں شامل ہونے پر زور دیا نیز نہایت مفید نصائح فرمائیں۔دُعا کے ساتھ یہ پروگرام ختم ہوا۔اس دوران کھانا تیار کرنے والی ٹیم نے نہایت مستعدی کے ساتھ باربی کیو کی تیاری مکمل کر لی تھی۔چنانچہ حاضرین اور مہمانانِ گرامی کی تواضع کی گئی۔منتظم سپورٹس ڈیٹسن باخ مکرم محمد نواز صاحب والی بال معہ نیٹ، رسہ اور گولا ساتھ لے کر آئے ہوئے تھے، تین بجے کھیلوں کا آغاز ہوا۔لوکل امارت ڈیٹسن باخ اور آفن باخ کے درمیان رسہ کشی کا دلچسپ مقابلہ ہوا جو برابر رہا۔گولا پھینکنے کے مقابلہ میں جیت ڈیٹسن باخ کے حصّہ میں آئی۔والی بال کے میچ میں آفن باخ کی ٹیم جیت گئی۔غرضیکہ ایک مِنی ریجنل اجتماع کا ماحول تھا۔

حاضرین اور مہمان بے حد محظُوظ ہوئے۔ساڑے چار بجے کے قریب ایک غیر رسمی محفل مشاعرہ کا انعقاد ہوا۔٦ شعراء نے اس میں حصہ لیا۔یہ رنگا رنگ پروگرام ٦ بجے شام اپنے اختتام کو پہنچا۔حاضری مہمانان سمیت ایک صد سے اُوپر رہی۔

(رپورٹ۔خلیق اختر بسراء، زعیم اعلیٰ لوکل امارت ڈیٹسن باخ)

جرمنی کے خدام احمدیت کا ''برطانیہ'' تک سائیکل سفر

امسال ڈیٹسن باخ سے تین خدام کو سائیکل پر سفر کر کے برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔یہ سفر مورخہ آٹھ جولائی 2006ء کو نماز فجر کے بعد بیت الہادی ڈیٹسن باخ میں دُعا کے ساتھ شروع ہوا۔سات روز تک مسلسل سائیکل پر سفر کر کے احمدیت کے یہ خدام لندن پہنچے، جہاں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت شرف ملاقات بخشا۔جلسہ سالانہ کے موقع پر مسلم ٹیلیویژن احمدیہ نے خاکسار کے ساتھ ان نوجوانوں کا انٹرویو لیا اور نشر کیا۔گیارہ اگست کو جب یہ پارٹی واپس جرمنی ڈیٹسن باخ پہنچی تو لوکل و فرنکفرٹ سے آئے ہوئے احباب نے بیت الہادی میں ان کا استقبال کیا۔نماز ظہر کے بعد ان خدام کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔اس کے بعد ایک مختصر سی تقریب میں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی طرف سے بھجوائے گئے تحفے ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔دُعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ۔حمیداللہ ظفر، لوکل امیر ڈیٹسن باخ)

آٹھواں ریفریشر کورس دارالقضاء جرمنی

دارالقضاء جرمنی کا دوروزہ ریفریشر کورس بروز ہفتہ، اتوار مورخہ 17,16 ستمبر کو زیر صدارت مکرم ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب صدر قضاء بورڈ، بیت السبوح فرنکفرٹ میں منعقد ہوا جس میں نئے لوکل قاضیان اور موجودہ قاضیان اوّل اور ممبران قضاء بورڈ شریک ہوئے۔کورس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قُرآنِ کریم سے ہوا جو ظفر اقبال احمد صاحب نے کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔افتتاحی کلمات میں محترم صدر صاحب نے قافلہ قضاء میں نئے واردین کو خوش آمدید اور نئے منصب کی تقرری پر مبارک باد کہتے ہوئے کورس ہذا کی ضرورت اور اہمیت کو واضح

باقی صفحہ ۲ پر

کولن شہر کے چیف میئر کا، ممبر جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

سال 2006ء کے لئے جرمنی کے شہر ''کولن'' کی انتظامیہ نے ''کولن شہر کا بے لوث خادم'' کے نام سے کسی ایک شخص کو انعام دینے کا فیصلہ کیا۔شہر کی مختلف تنظیموں کی طرف سے محترم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب، ریجنل امیر نورڈرائن کا نام بھی پیش ہوا۔شہر کے چیف میئر ''راما'' صاحب نے محترم ڈاکٹر صاحب کو ایک خصوصی سرٹیفیکیٹ جاری کیا جس میں ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں ہونے والی ایک خاص تقریب پر بھی مدعو کیا۔

کنارے کنارے

منور احمد خالد، کوبلنز

قسط، چہارم

آسٹریلیا کو بھی کسی زمانے میں کالا پانی کہا جاتا تھا اور حکومتیں اپنے مجرموں یا جرائم پیشہ لوگوں کو یہاں بھجواتی رہی ہیں مگر گزشتہ (10) دہائی میں ایسے مظلوم جرائم پیشہ لوگوں کو بھی یہاں پناہ دی گئی جن کا عقیدہ اُن کے ملک کی اکثریت کو ناپسند تھا اور اُن پر جھوٹے کیس بنائے جاتے رہے، 295c اور 298 کی دفعات پر اسیر کیا جاتا رہا ان اسیران راہ مولا کی بھی ایک تعداد جو ایک ہزار سے زائد ہے آسٹریلیا میں پناہ گزین ہوئی۔ اسی طرح ڈاکٹر منیر عابد جیسے پڑھے لکھے افراد بھی گذشتہ 20/25 سال سے یہاں آباد ہیں اور اب ان کی کل تعداد 1600 سے زائد ہو چکی ہے۔ ان ہی کے منعقدہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لیے ہم آسٹریلیا گئے تھے۔ خالد سیف اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو ان کے گھٹنے چھو کر اُن کی تحریرات کی داد دی 14 سے 16 اپریل تک سڈنی کے نواح میں مسجد بیت الھدیٰ اور اس سے ملحق 120 ایکٹر زمین پر یہ جلسہ منعقد ہوا جس میں 1600 کے قریب افراد شامل ہوئے۔ بہت سے فجیین بھی جو آسٹریلیا منتقل ہو چکے ہیں اس جلسہ میں شامل تھے۔ مختلف قوموں، نسلوں کے باوجود یہ تمام لوگ اپنے جذبات احساسات اور چہروں پر رونق کی وجہ سے ایک ہی خاندان اور ایک ہی رنگ میں رنگین نسل لگتے تھے۔ اسی جگہ بہت سے دیگر رشتہ داروں اور دوستوں کے علاوہ اپنے بھانجوں سے بھی ملاقات ہوئی جو نوکوٹ کی مسجد کی حفاظت کے جرم میں 295c کے مجرم بنے تھے اور ساڑھے تین سال کی حیدر آباد سنٹرل جیل میں اسیری اور ضیاء الحق کی موت کے بعد رہائی پا کر آسٹریلیا آگئے تھے۔ وارث اور مشتاق کے علاوہ کوٹری کے مظلوم باری اور امتیاز بھی تھے۔ وارث جسکی اسیری کے دوران میری اس سے ملاقات نہ ہو سکی تھی، سے جب میں نے اس کے حالات پوچھے تو اُسنے بتایا! جب ضیاء الحق کے چیلوں نے مسجد احمدیہ نوکوٹ کو گرا کر آگ لگا دی اور اسکی حفاظت پر مامور خدام، دیوار پھلانگ کر دوسری طرف کود گئے میں پھلانگ نہ سکا (معذوری کی وجہ سے) تو پورا مجمع مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ جو جسکے ہاتھ میں آیا اُس سے مار رہا تھا سوٹے، اینٹیں، دروازوں کے ٹوٹے ہوئے تختے، ٹانگیں، مکّے، مگر مجھے کچھ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ ایک بار تو میں نے یہ دیکھنے کے لیے کہ زندہ بھی ہوں یا نہیں زور سے سانس اندر کھینچی تب پتہ چلا زندہ ہوں مگر مجھے کوئی چوٹ محسوس نہ ہو رہی تھی۔ بعد میں جب پولیس نے آ کر گرفتار کیا اور تھانے لے گئی تب زخموں سے بہتا ہوا خون دکھائی دیا بعد میں جھوٹا کیس بنایا جسکی انتہائی سزا موت تھی اور حیدر آباد سنٹرل جیل میں ڈال دیا جہاں سے ضیاء الحق کی موت کے بعد رہائی نصیب ہوئی اور میں آسٹریلیا آگیا۔ مجھے اسی قسم کا ایک واقعہ خیر پور کے چوہدری ستار صاحب کے بیٹے ایوب کا بھی یاد ہے جو آجکل لندن میں ہے (اس قسط کی تیاری کے وقت خبر ملی کہ انہیں اُن کے گاؤں جمال پور میں شہید کر دیا گیا ہے) پولیس اس کو الٹا لٹکا کر مارتی رہی اور دیکھنے والے دہل رہے تھے مگر جب ایوب کو پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ" مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں میرے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے"، گویا اللہ تعالیٰ نے جسم سن کر دیا تھا اور درد کی حس ختم ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا اور آگ کا نہ جلانا بھی اسی قدرت نمائی کا عظیم اظہار تھا وارث اور مشتاق نے مجھے اپنے ہاں برزبن آنے کی دعوت دی اور جب مجھے پتہ چلا کہ شیخ رخ انور بھی برزبن جا رہی ہے تو میں یہ دعوت قبول کرتے ہوئے 22 تاریخ کو صبح برزبن روانہ ہو گیا وہاں جماعتی سنٹر کا افتتاح تھا جو 10 ایکٹر رقبے پر مشتمل تھا، یہاں بھی ڈیم بنا ہوا تھا جہاں کنگرو آ کر پانی پیتے ہیں۔ برزبن میں اور بھی کئی رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی۔ افسوس ہے ڈاکٹر منیر عابد صاحب کی دعوت پر ایڈی لیڈ (Edilade) نہ جا سکا کیوں کہ جرمنی میں جو مجھے اطلاع تھی وہ دو جگہ جلسوں کی تھی یعنی آسٹریلیا اور جاپان، اس لیے ہم نے ٹکٹ ان ہی دو جگہوں کے لیے لی تھی مگر یہاں آ کر پتہ چلا کہ جزائر بحرالکاہل کے دو اور ملکوں، فجی اور نیوزی لینڈ میں بھی جلسے ہوں گے اس لیے ہم نے ان دونوں ملکوں کے لیے نیوزی لینڈ ایئر لائن کے ٹکٹ بھی خرید لیے۔ اب برزبن اور پھر فجی اور نیوزی لینڈ کی ٹکٹیں خریدنے کے بعد تھوڑا احتیاط بھی ہونا پڑ رہا تھا کہ ہنگری کے واقعہ کی طرح جہاں سے ایک خادم نے اپنے آقا کو تار دیا تھا your Servent in Hungry is hungry ہمیں بھی جرمنی تار نہ دینی پڑے۔ چانڈیو صاحب کے ساتھ سندھی زبان بول بول کر زنگ اُتارا، بہت ہی دلچسپ آدمی اور جماعتی کاموں میں بہت وقت دینے والے ہیں۔ 25 اپریل کو برزبن سے واپس آیا تو یونس ایئر پورٹ پر موجود تھا وہ مجھے گھر لے گیا اگلے دن فجی جانے کے لیے پھر ایئر پورٹ چھوڑ گیا 26 اپریل نیوزی لینڈ ایئر لائن کے ذریعے فجی روانہ ہوئے تو پتہ چلا کہ فجی جانے سے پہلے یہ ہمیں اپنے گھر لے جائیں گے یعنی نیوزی لینڈ کے شہر Auckland، جہاں سے صبح سات بجے دوسرا جہاز فجی لے کر جائے گا۔ چنانچہ رات گیارہ بجے ہمیں Auckland اُتار دیا گیا کہ صبح سات بجے تک کڑوی چائے پی پی کر گزارہ کرو تا نیند نہ آئے۔ 27 اپریل صبح فجی کے لیئے روانہ ہوئے تو جہاز چھوٹا سا تھا اگرچہ ہم اس وقت بحرالکاہل پر اُڑ رہے تھے مگر کاہلوں کو بھی کبھی کبھی انگڑائی آ ہی جاتی ہے اور یہ صبح کا وقت غالباً انگڑائی لینے کا ہی تھا، ہوا کے ہلکے سے تھپیڑے پر ہمارا جہاز اُس اونٹ کی طرح جس پر زیادہ وزن لاد دیا گیا ہو، بلبلانے لگا اور ہمیں بار بار بیلٹ باندھنے بلکہ باندھے رکھنے کا حکم ملتا رہا۔ آخر 10 بجے صبح فجی کے Nandi ایئر پورٹ پر اُتار دیا گیا مگر مجھے تو جہاں جلسہ تھا یعنی suva جانا تھا جو 200 کلومیٹر دور تھا ایک صاحب نے مشورہ دیا یہاں سے ٹاؤن چلے جاؤ وہاں سے ٹیکسیاں فی کس 17 ڈالر لے کر Suva جاتی ہیں ٹاؤن پہنچا تو ٹیکسی تو تھی مگر سواریاں ندارد کیوں کہ اُسے 4 سواریاں لے کر جانا تھا غالباً خود اُسے بھی واپس جانے کی جلدی تھی اس لیے بولا اگر تم دو سواریوں کا کرایہ یعنی 34 ڈالر دے دو تو میں اکیلے ہی لے چلتا ہوں۔ سودا ستا تھا فوراً حامی بھر لی اور چل پڑے چند ہی لمحوں بعد جب وہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ بنی سڑک پر رواں تھا تو میں دونوں طرف کے حسن اور حسین مناظر میں کھو گیا، ایک طرف دور تک سمندر اور جگہ جگہ خوبصورت Resort بنے ہوئے تو دوسری طرف پہاڑیوں پر ناریل، پپیتا، آم کے گھنے درختوں کی بہار۔ مٹی کا رنگ کہیں مٹیالا تو کہیں سرخ جس پر اُگی ہوتی بیلیں بھی سرخ۔ جوں جوں گاڑی آگے بڑھتی رہی ہریالی اور خوبصورتی میں اضافہ ہوتا چلا گیا ڈرائیور نے ایک جزیرہ کے بارے میں بتایا کہ یہاں یہ واحد جگہ ہے جہاں سرخ جھینگا پایا جاتا ہے ایک جگہ گاڑی روک کر ناریل کا پانی بھی پیا۔ ایک جگہ ڈرائیور نے اپنے لیے Daloplant کی جڑیں بھی خریدیں جرمنی میں افریقی دکانوں پر کیلے کی پتیوں کے نیچے کالے رنگ کا خربوزہ نما پھل دیکھ کر ہم حیران ہوا کرتے تھے مگر پتہ نہ تھا کہ فجیین لوگوں کی محبوب غذا ہے اور فجی جا کر ہمیں بھی اس سے واسطہ پڑ گیا یہ لوگ اسے چھیل کر آلو کی طرح کاٹ کر پکاتے ہیں مگر آلو میں یہ خوبی ہے کہ دباؤ تو چورا ہو جائیگا مگر یہ Dalo اتنا گوندنما ہے کہ مشکل سے ٹوٹے گا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ۔ ریفریشر کورس قضاء

فرمایا۔ بعد ازاں اجتماعی دُعا ہوئی۔ پروگرام کے مطابق مکرم ناظم صاحب دارالقضاء نے گذشتہ ریفریشر کورس کی رپورٹ پیش کی، ملک بشیر الدین صاحب نے قواعد وضوابط، بکرم ظفر اقبال احمد صاحب نے "قانونِ شہادت"، بکرم بشارت احمد خان صاحب نے "قاضی کا کردار خلفاء کی ہدایات کی روشنی میں" اور مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی انچارج نے "قضاء کے عمل میں تقویٰ کی اہمیت" کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب فرمایا جبکہ صاحب صدر نے "دوران سماعت قاضی کی ذمہ داریاں" پر روشنی ڈالی۔ دوسرے روز دُعا کے بعد مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب (سابق مدیر الفضل ربوہ) جو قضاء بورڈ جرمنی کے قیام 1990ء پر اس کے اول صدر تھے، نے محفل سے خطاب کیا۔ آپ نے دو دہائی قبل کے حالات کے تناظر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کے تحت قضاء بورڈ کے قیام پر روشنی ڈالی اور اُس وقت کے چیدہ چیدہ حالات بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا "قاضی کو عقل عمومی سے کام لینا چاہئے اور فیصلہ ذاتی رجحان کے تحت لکھنے کی بجائے شواہد اور دلائل عقلیہ پر مبنی ہونا چاہئے۔ بعد ازاں مکرم مرزا عبدالحق صاحب نے "فیملی لاء" پر اور مکرم عبدالرفیق احمد صاحب بیرسٹر نے "ملکی قانون کی رو سے قضاء کا کردار" پر روشنی ڈالی۔ نیشنل امیر جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب نے مقامی معاشرتی مسائل کے گرداب کی موجودگی میں اسلامی قضاء کے کردار کو اجاگر کیا۔ اور عدل وانصاف کے قیام میں جماعتی نظام قضاء کی فعالیت کو سراہا۔ آپ نے توجہ دلائی کہ قضاء کے شفاف عمل سے انتظامی معاملات میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ نیز فرمایا قاضی کو ذاتی علم میں اضافہ کرنے اور دُعا کے ساتھ راہنمائی طلب کرنی چاہئے۔

مشعلِ راہ (جلد اوّل)

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقاریر، خطبات اور ارشادات جو آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد اور اس کے دور رس نتائج کے بارہ میں فرمائے تھے، پر مشتمل ہے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف مجلس کے کاموں کی عظمت اور تعارف کے حصول کا باعث ہے بلکہ تاریکی کے لمحات میں یقیناً مشعلِ راہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک موقع پر اس کتاب کے بارہ میں فرمایا: "تاریکی کی گھڑیوں میں ان خطبات نے میری ڈھارس باندھی تھی۔ اگر آپ کے دل میں کبھی مایوسی کے خیالات پیدا ہوں، تاریک بادل کبھی آپ کو آگھیریں یا کبھی آپ کے دل میں اگر یہ خیال پیدا ہو کہ اتنا عظیم الشان کام ہم کیسے کر سکتے ہیں، اتنا بڑا بوجھ ہمارے کندھے کس طرح سہار سکیں گے تو آپ ان خطبات کی طرف رجوع کریں۔۔۔۔۔ آپ نئی ہمت اور پختہ عظمت لے کر اپنے کام کیلئے کھڑے ہونگے اور یہ یقین ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گا کہ دُور کا راستہ پُر خار ضرور ہے مگر راہبر اپنے فن کا ماہر ہے اور بے شک چاروں طرف سے شیطان تیروں کی بوچھاڑ کر رہا ہے مگر اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقْتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ"

یہ کتاب خدام کیلئے خصوصاً اور تمام افرادِ جماعت کیلئے عموماً مفید ہے جس میں حضرت مصلح موعودؓ کے ولولہ انگیز ارشادات خدماتِ سلسلہ کیلئے ایک نئی روح اور جذبہ پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ یہ آٹھ سو سولہ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم اور دیدہ زیب مجلد کتاب ہے۔ کتاب کی قیمت صرف 7,00 یورو ہے۔ شعبہ اشاعت جرمنی سے طلب فرمائیں۔

خلاصہ تقاریر، برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2006ء

سیرت حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گرد با اِذن الٰہی جمع ہونے والے متقیوں کے گروہ میں سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بھی تھے جو حضرت اقدس کے دست مبارک پر بیعت کر کے فیض یافتہ ہی نہیں بلکہ فیض رساں وجود بن گئے ۔حضرت اقدسؑ کی توجہ باطنی اور صحبت صالحہ سے رؤیاء صادقہ اور کشوف والہامات ایسی نعمت سے سرفراز ہوئے آپ زمین پر چلتے پھرتے فرشتے نظر آتے تھے۔آپ کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے معروف قلم کار اور روزنامہ الفضل کے سابق مدیر شہیر محترم مسعود احمد صاحب دہلوی صاحب نے آپ کی چند ایک علمی اور روحانی معرکوں کا تذکرہ فرمایا ہے

علمی نکات۔۔۔۔خراج تحسین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں وارد ہوئے تو حضرت مولانا صاحب بھی کشاں کشاں حضور کے لیکچر سے مستفیض ہونے کے لیے جا پہنچے۔لیکچر سے ایک روز قبل کھانے میں ابھی کچھ وقفہ تھا تجویز ہوا کہ حضرت مولانا صاحب کچھ تقریر کریں۔آپ نے سورۃ فاتحہ کے مختلف مطالب اور علم اعداد کی رو سے ایسے علمی نکات بیان کیے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ایسے متبحر عالم نے فرمایا’’میں تو سمجھتا تھا کہ نورالدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ مرزا نے کئی نورالدین پیدا کر دیئے۔

علمائے دہلی کو عربی تفسیر نویسی کا چیلنج

حضرت مولانا صاحب جنوبی ہندوستان کا تبلیغی دورہ مکمل کر کے دہلی پہنچے۔فاضل مقرر نے بتایا کہ میرے والد محترم حضرت محمد حسن دہلوی نے آپ سے درخواست کی کہ علماء دہلی پر اتمام حجت کے طور پر انہیں عربی زبان میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیں آپ نے فوراً اشتہار کے لیے عربی زبان میں تفسیر نویسی کے لیے عربی زبان میں ہی عبارت لکھ کر دی اور چیلنج دیا کہ بالمشافحہ بیٹھ کر بالمقابل علماء دہلی اکھٹے ہو کر کسی رکوع انتخاب کی عربی منقوط صرف (نقطے والے حروف) میں لکھیں اور ممکن ہو غیر منقوط عربی صرف (بغیر نقطے والے حروف) میں نکات معرفت احاطہ تحریر میں لائیں۔اس طرز تحریر کے ثبوت میں آپ نے آنحضورﷺ کی شان میں قصیدہ ایک منقوط اور غیر منقوط بھی شائع فرمائے نتیجہ یہ نکلا کہ،

’’آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند‘‘

تاثیر دُعا

حضرت مولانا صاحب کے مکان قادیان پھر ربوہ میں عصر کے بعد کثرت سے احباب حاضر ہو کر حاجات کے لیے دعا کی درخواست کرتے۔ایک دن مشرقی افریقہ کے جناب عمری عبیدی صاحب اور مغربی افریقہ گھانا کے جناب عبدالوہاب بن آدم صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ اکھٹے حاضر ہوئے اور اردو زبان اور علم منطق میں تعلیمی مشکلات کا اظہار کیا بوجہ ان کے غیر ملکی صالح نوجوان ہونے کے حضرت مولانا صاحب نے درد دل سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔مکرم عبدالوہاب صاحب کا بیان ہے کہ ہم سب بھی شامل ہوئے بعد دعا مولانا صاحب نے فرمایا’’دوران دعا کشفی حالت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دست مبارک آپ دونوں کے سروں پر رکھا ہوا دیکھا‘‘محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب مزید تحریر کرتے ہیں کہ آغازِ مطالعہ منطق سے کیا، میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ جتنے صفحات پڑھتا آسانی سے یاد ہوتے جاتے پھر امتحان میں اول پوزیشن آنے پر انتہائی خوشی ہوئی ۔ان دونوں حضرات نے دُعاؤں ،محنت اور ذہانت کے طفیل نمایاں ترقی کی۔ جناب عمری عبیدی صاحب تو اپنے ملک کے وزیر بنے اور جناب عبدالوہاب بن آدم صاحب بفضل خدا امیر جماعت گھانا کے ممتاز عہدہ پر فائز ہیں اور ملک کی اہم شخصیت شمار ہوتے ہیں۔

۲مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب نے اپنا چشم دید واقعہ سنایا کہ سابق ایڈیٹر الفضل محترم روشن دین تنویر صاحب (مرحوم) نے اپنی بڑی بیٹی کی تقریب رخصتی میں شرکت و دعا کے لیے مولانا سے درخواست کرنا تھی مجھے بھی ساتھ لیا، آپ کے دروازے پر دستک دی اور مدعا بیان کیا آپ نے حامی بھر لی پھر تقریب رخصتی پر دعا کرانے کے بعد مکرم تنویر صاحب سے فرمایا آپ کے دادا حکیم فیروز الدین صاحب مرحوم کو بہت قیمتی پوشاک زیب تن کئے دیکھا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محترم تنویر صاحب کے بچوں پر اللہ نے فضل فرمائے اور وہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے۔

۳۔حضرت مولانا صاحب میں باوجود علمی فضیلت اور کشف ورویاء صادقہ کا بلند روحانی مرتبہ پانے کے عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔اکثر نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک عاجز انسان ہوں جو کچھ آپ کو نظر آتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی اطاعت وفرمانبرداری کا نتیجہ ہے۔آپ اکثر یہ نصیحت فرماتے کہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ہے تو خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعائیہ خطوط باقاعدگی سے ارسال کیا کرو اور خود دعائیں کرنا اپنی عادت بنالو۔

۴۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ واصلاح باطنی کے نتیجہ میں ایسے ایمان والوں کا خدا سے تعلق قائم ہو جائیگا اور وہ اُن سے ہم کلام ہوگا۔تو یاد رکھنا چاہیے یہ وعدہ قیامت تک کے لیے ہے جیسا کہ حضرت اقدس نے اپنے اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں فرمایا قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائیگی۔وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر خلیفہ برحق کے آسمانی وجود کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں جماعت کے اندر ایسے الٰہی تائید یافتہ لوگ پیدا ہوتے رہیں اور خدا ہمیں فتح ونصرت کے نظارے دکھاتا رہے۔ وباللہ التوفیق)

’’قبولیت دعا‘‘ہستی باری تعالیٰ کا ایک بین ثبوت

خدا تعالیٰ کی ہستی کے وجود کے بارے میں ہر زمانہ میں فلسفیوں اور دہریوں کی طرف سے سوال اٹھایا جاتا رہا ہے کہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ میں تو نزدیک ہوں، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اسے سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں ۔محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ عالیہ نے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر اپنی تقریر میں نہایت واضح ٹھوس ثبوت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جب ہم کسی دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور اس کے مطابق جواب دیتا ہے تو گھر والے کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ سے دعا کے نتیجے میں سچے خواب کشف یا الہام کے ذریعے سے نہ صرف ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی وسیع تر طاقتوں سے آگاہی بھی ہوتی ہے کہ وہی ہے جو ہماری مشکلات کو حل کرتا ہے پس دعا بڑی دولت اور طاقت ہے وہ رحمت خداوندی کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے فاضل مقرر نے بتایا کہ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے۔دعا کی برکات کے ضمن میں جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی کمزور حالت پر آنحضورﷺ کی دُعا خدا کے حضور اس کی توحید وعظمت کا واسطہ دے کر خیمہ میں کی گئی ۔آپ کی تضرعانہ دعائیں جہاں دشمن کے لیے آندھی اور ریت کا طوفان بن کر ابھریں وہاں پر سرداران مکہ کے متعلق قتل ہونے کی آپ کی نشان دہی بھی کمال سے پوری ہوئی ۔اسی لیے تو کہتے ہیں کہ معرکہ بدر دراصل خیمہ میں لڑی گئی۔

اہل عرب کے حملہ کے دفاع میں

پھر محترم مولانا نے اہل عرب کے حملہ کے دفاع میں مدینہ میں مسلمانوں کی کسمپرسی کا نمایاں ذکر کیا اور بتایا کہ مدنیہ کے گرد خندق کی کھدائی کے دوران میں ایک سخت ترین چٹان پر آپ کی ضربوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کِسریٰ شاہ ایران اور قیصر شاہ روم کے محلات اور یمن کے قلعوں کی فتح کی بشارت سے بھی نوازا گیا۔کسریٰ شاہ ایران کے ذکر میں بتایا یہ وہی ہے جس نے آنحضورﷺ کے تبلیغی خط کو نہ صرف پھاڑ دیا تھا بلکہ آنحضورﷺ کی گرفتاری کا حکم بھی دیا تھا تو گرفتاری کے لیے آنے والوں کو اگلے دن آنحضورﷺ نے فرمایا ۔جاؤ میرے خدا نے تمھارے خدا کو قتل کر دیا ،چنانچہ تقدیر الٰہی سے ایسا واقعہ ہوا۔دعا کے فوری اثر کے بارے میں مولانا صاحب نے ایک یہودی کا واقعہ بیان کیا جس نے آنحضورﷺ کی مجلس میں آپﷺ کی چھینک پر’’یرحکم اللہ‘‘(اللہ آپ پر رحم فرمائے) کہا تو آپ نے اسے محبت بھری دُعا دی ’’یھدیکم اللہ(اللہ آپ کو ہدایت دے)تو وہ یہودی مجلس سے ہدایت اسلام پا کر اٹھا۔حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی والدہ کے لیے جو آپﷺ کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتی تھیں، دعا کی درخواست کی وہ گھر پہنچے تو والدہ نے بشاشت سے اسلام قبول کر لیا۔اسی طرح ایک عورت کے بچے پر جسے نیند میں دورے پڑتے تھے پھونک ماری اور لعاب مبارک لگایا تو اچھا بھلا ہو گیا۔آنحضورﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے واقعات میں سے ذکر فرمایا کہ آپ نے اپنے ہاں ایک سال کے لیے قیام پر نشان نمائی کے لیے بیس ہزار اشتھار شائع کئے اور علماء کو بذریعہ رجسٹری بھی بھیجے اور عدم نشان نمائی پر 200 روپے ماہانہ بطور ہرجانہ بھی پیش کیے تو کوئی بھی مقابل پر نہ آیا سوائے پنڈت لیکھرام کے جس کی آنحضورﷺ کے متعلق بدزبانی پر آپ نے فرمایا کہ وہ چھ سال کے اندر چھ مارچ کو عید کے قریب شام 6 بجے بچھڑے کی طرح ذبح کیا جائیگا۔چنانچہ خدائی وعید کے مطابق پوری شرائط کے ساتھ اپنے ایک مرید کے ہاتھوں قتل کیا گیا جس کا آج تک سراغ نہیں مل سکا۔ فاضل مقرر نے حضرت اقدسؑ کی اجابت دُعا کے ضمن میں بتایا کہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی بیوی جنہیں مرض اٹھرا لاحق تھا کو کامل شفایابی ہوئی۔اور آخر میں سامعین کو مخاطب کر کے کہا آج سب گواہ ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ بطور پیشگوئی کس شان کے ساتھ خدائی تقدیر کے مطابق پورے ہوئے۔

خدا اڑا دے گا خاک ان کی
کرے گا رسوائے عام کہنا

Vol. 11 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 11
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

بچے ''انٹرنیٹ دوستی'' کی زد میں

(تلخیص و ترجمہ، مرزا عبدالحق)

انٹرنیٹ بورڈ کے بارے میں نوجوان بچوں سے بات چیت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ محض ایک Electronic chatter کی دوست نہیں ہے بلکہ یہ ایک میٹھی چھری ہے۔سائنس نیوز میں b.bower نے بتایا ہے کہ ایک دفعہ ایک بچے نے انٹرنیٹ پر یہ استفسار کیا، کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ (خود اذیت کے تحت) اپنے آپ کو زیادہ خون بہائے اور درد کے بغیر گہرا زخم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔فوراً اس کا جواب نمودار ہوا کہ، میں تو گتہ کاٹنے والا بلیڈ استعمال کرتا ہوں، تمھیں یوں کرنا ہوگا کہ بس اپنی جلد کو مضبوطی سے پکڑ لو پھر بلیڈ کو جلد کے اندر دبا دو!۔ایسا ہی ایک اور جواب سکرین پر ظاہر ہوا، بچے نے قدرے اطمینان سے کہا میرے پاس سٹینلے بلیڈ ہے جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ یہ بغیر کسی دقت کے ہڈی تک جا پہنچتا ہے مگر میں اتنا گہرا زخم کرنے کو نہیں۔نیٹ بورڈ پر بات چیت سے ظاہر ہے کہ نیٹ پر خود اذیت پسند بیٹھنے والے بچے بغیر کسی گرفت کے دوسروں سے جسمانی اور ذہنی تسکین پاتے ہیں۔ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ اذیت پسند انٹرنیٹ پر بیٹھنے والے بچے بغیر کسی گرفت کے دوسروں سے جسمانی اور ذہنی تسکین پاتے ہیں۔ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ اذیت پسند بچوں اور نوجوانوں نے جبر و تشدد کے اڈے بنائے ہوئے ہیں ماہرین اب اس امر کا جائزہ لے رہے ہیں اس صورت حال میں بچوں کی تعلیمی کارکردگی معاشرتی زندگی اور انکی ابھرتی ہوئی شخصیت پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔اگرچہ قرائن یہ بھی بتاتے ہیں کہ نیٹ بورڈ کی وجہ سے ایسے نوعمر جوانوں کی دلچسپیاں، تعلیم، صحت جسمانی Health Education، سوشل زندگی، میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ایسا ہو بھی کیوں نا کیوں کہ انٹرنیٹ میں بے شمار قسما قسم کے ملاقات کے مواقع مہیا ہیں جہاں سے فوری پیغام کی راہیں آملتی ہیں۔ایسے نوعمر موسم گرما کی مکھیوں کی طرح انٹرنیٹ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔امریکہ کے نوعمر بچوں کی انٹرنیٹ پر دل لگی کی کیفیت کا یہ حال ہے کہ دو سال قبل 2004ء میں 10 میں سے 9 بچے یعنی 21 بلین، انٹرنیٹ کے اتنے شیدائی پائے گئے کہ روزانہ کافی وقت اس پر صرف کرتے ہیں۔ایک اور نفسیاتی تجزیہ سامنے آیا ہے کہ انٹرنیٹ کے کسی ایک پہلو پر تحقیقات دو تین سالوں کے بعد مکمل ہو پاتی ہے جبکہ اسی اثنا میں شیدائی جوان کسی اور لائن کو اختیار کر لیتے ہیں۔انٹرنیٹ کے شیدائی عموماً اپنی شناخت چھپاتے ہیں جبکہ نوعمر صورت حال کا سامنا کرتے ہوئے اپنی صحیح شناخت ظاہر کرتے ہیں۔خود اذیت پسند پیغامات کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ انٹرنیٹ کی پانچ فرموں کے 406 شیدائی شریک نو بچوں کے تجزیہ کا ماحصل یہ تھا کہ وہ تمام لڑکیاں تھیں۔ایک دوسرے ادارے نے 2005ء میں ایسے 3.219 پیغامات جو 10 مشہور فرموں کے ذریعے دو ماہ میں بھیجے تھے کا تجزیہ یوں پیش کیا ہے کہ اکثر کا موضوع گفتگو اپنے سرپرستوں کے خلاف جسمانی اور جذباتی پریشانی کا اظہار تھا جبکہ بعض کا موضوع خود کو خراشنا Self injury تھا۔ایک قلیل تعداد ایسی بھی تھی جنھوں نے اس عادت کو برا منایا اور طبی علاج تجویز کیا۔ایک تحقیقی تجزیہ میں 583 نوعمر بچوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ انکی گفتگو عموماً بیہودہ اور روز مرہ کے جنسی معاملات کے بارے میں تھی۔ان میں سے کچھ افراد کو پھر اذیت ناک حادثاتی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔کم آمدنی کے خاندانوں کے بچے عموماً انٹرنیٹ کی معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔6 ماہ کے اندر ہی ان کے امتحانی ٹسٹ (ماسوائے ریاضی) میں ان کے گریڈ نمایا بہتر ہو گئے۔یہ بچے تقریباً 30 منٹ روزانہ انٹرنیٹ استعمال کرتے تھے جبکہ آسودہ حال بچے روزانہ 2 گھنٹے استعمال کرتے تھے۔اول الذکر بچوں کے والدین بھی انہیں انٹرنیٹ کے کثرتِ استعمال سے منع کرتے تھے۔ماہرین کہتے ہیں انٹرنیٹ سے پڑھنے اور معلومات میں اضافہ تو ہوتا ہے مگر بچوں کے انجام کار گریڈ اچھے نہیں ہوتے شاید باقی مضامین میں انکی دلچسپی نہیں رہتی یہ بچے گھر میں مطالعہ کے دوران میں بھی دوستوں کے بارے میں جذباتی دکھائی دیتے ہیں۔ایسے بچے بالکل نوعمری (10 سے 11 سال) ہی میں اپنی عمر کے لحاظ سے انٹرنیٹ کی پیچیدگیوں کے کہیں زیادہ ماہر نظر آتے ہیں۔وہ اپنی ذاتی معلومات سادگی سے بغیر یہ جانے کہ دوسرا فریق کس عمر اور خبیث عادات کا مالک ہے انٹرنیٹ کے حوالہ کر دیتے ہیں۔پروفیسر Zheny yan کا مشورہ ہے کہ والدین کو بچوں کی ایسی دلچسپیوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور انٹرنیٹ کے اذیت کے پہلو پر گفتگو بھی کرنی چاہیے جس سے ان کی بہتر رہنمائی ہوگی کیوں کہ کسی چیز کی بھی زیادتی بُرائی ہے۔مغربی افریقہ کی ریاست گھانا Gold coast جہاں نصف آبادی جواں سال افراد پر مشتمل ہے میں ایک تجرباتی تجزیہ میں بتایا گیا ہے کہ شہر ''اکرہا'' کے 778 نوجوانوں (15 سے 18 سال) میں سے انٹرنیٹ کے استعمال سے 600 افراد قبل ازین آگاہ تھے۔جب کہ صرف چند کے پاس اپنا ذاتی انٹرنیٹ تھا۔ان سے مطلوبہ موضوعات ایڈز، ملاپ بیماریاں، حمل، منشی اشیاء کا استعمال اور غذائیت پر مشتمل تھے۔غریب طبقہ کے نوجوانوں کا خیال کہ انٹرنیٹ بیماریاں و صحت کے متعلق بہتر معلومات مہیا کرتا ہے۔غریب طبقہ میں انٹرنیٹ کے پروگرام غیر معمولی مقبولیت پا رہے ہیں۔الختصر متعدد تجزیہ نگاروں کا اتفاق اس امر پر ہے کہ نوعمر جوان لڑکے ہوں یا لڑکیاں خواہ ڈالر کے پروردہ ہوں یا تیسری دنیا کے مفلوک الحال، ہر کوئی انٹرنیٹ کی جادو اثر زلف کا اسیر ہے۔تعلیمی اسباق سے متعلق پروگرام مکمل ہوں یا نہ ہوں انہیں ہرگز فکر نہیں مگر نیٹ گفتگو کا بھوت ہر دم ان کے سروں پر سوار رہتا ہے۔

☆ ☆ ☆

سائنس کی خبریں

مرسلہ ولید ناصر

ڈولفن کے بھی ذاتی نام ہوتے ہیں

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ڈولفن بات چیت کے دوران انسانوں کی طرح ایک دوسرے کو نام سے پکارتی ہیں۔یہ سمندری ممالیہ اپنے آپ اور اپنی ہی نسل کی دیگر ساتھیوں کو ایک فرد کے طور پر مختلف شناخت کے ذریعے پہچان سکتی ہیں۔سینٹ اینڈریوز یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی ایک تحقیقاتی ٹیم کا کہنا ہے کہ 'باٹل نوز' ڈولفن ایک دوسرے کو شناخت کرنے کے لئے آوازوں کی بجائے نام کا سہارا لیتی ہیں۔اس تحقیقاتی ٹیم کے رکن ڈاکٹر ونسنٹ جینک کا کہنا ہے کہ یہ تحقیق جنگلی ڈولفن پر کی گئی۔انہوں نے بتایا کہ 'ہم نے جنگلی ڈولفنوں کو جال کی مدد سے اس وقت پکڑا جب وہ ساحل کے نزدیک موجود تھیں۔تب ہم نے کم گہرے پانی میں ان کی سیٹیاں ریکارڈ کیں۔اس کے بعد ان سیٹیوں کو ہم نے کمپیوٹر کی مدد سے ڈولفن کی آوازوں میں تبدیل کر دیا'۔

انہوں نے بتایا کہ جب ان آوازوں کو ڈولفن کو سنوایا گیا تو انہوں نے اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا جس سے ہمیں پتہ چلا کہ ڈولفن اپنے ساتھیوں کو صرف آواز ہی سے نہیں بلکہ مخصوص آواز سے پہچانتی ہیں۔ڈاکٹر ونسنٹ کا کہنا تھا کہ 'یہ ایک دلچسپ دریافت ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں میں کچھ نہ کچھ انسانی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں اور ان کے پاس اپنے ساتھیوں کو پہچاننے کے کچھ نام ہیں جیسا کہ ہمارے پاس ہیں'۔

پُراسرار بادلوں پر تحقیق

امریکی خلائی ادارہ ناسا اس سال سطح زمین سے بلند اور انتہائی پراسرار خیال کئے جانے والے بادلوں کے بارے میں تحقیق کے لئے ایک مشن تشکیل دے گا۔نائٹ شائننگ یا رات میں چمکنے والے یہ بادل شام کے وقت لچھوں یا گچھوں کی شکل میں آسمان پر نظر آتے ہیں اور سطح زمین سے ان کی اونچائی اسی کلومیٹر یا پچاس میل تک ہوتی ہے۔ان بادلوں کے بارے میں حالیہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ یہ انتہائی چمکدار، کثیر تعداد میں اور عام حالات کے برخلاف کم بلندی پر دیکھے جا رہے ہیں۔سائنسدان اس بارے میں یقن سے نہیں کہ سکتے تاہم انہیں شک ہے کہ انسانی کاروائیاں ماحولیات میں ان تبدیلیوں کا باعث ہیں جو ان بادلوں کی تشکیل کا سبب بنتی ہیں۔

امریکہ کی ریاست ورجینیا کی ہیمپٹن یونیورسٹی کے ڈاکٹر جیمز رسل نے بتایا کہ رات کو چمکنے والے یہ بادل پہلی مرتبہ اٹھارہ سو پچاسی میں سیاروں کے شوقین ایک برطانوی کو نظر آئے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ اگر آپ ان کو دیکھیں تو یہ بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ان میں کئی نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں جیسے لچھے اور لہریں۔

جیمز رسل اس سپیس کرافٹ ٹیم کے اعلیٰ تحقیقات کار ہیں جو ان بادلوں کے بارے میں تحقیق کرے گا۔۱۹۵ کلوگرام وزنی یہ مصنوعی سیارہ ایک راکٹ کی مدد سے خلا میں چھوڑا جائے گا۔سیارے میں نصب تین آلات ان بادلوں کی بناوٹ کے بارے میں پتہ لگائیں گے جیسے کہ ان کا بہت سرد ہونا، ان میں پانی کے بخارات اور مٹی کے چھوٹے ذرات کی موجودگی اور ان ذرات کے اطراف میں پانی منجمد ہو کر کیسے برف بن جاتا ہے وغیرہ۔سائنسدانوں کا خیال ہے کہ مٹی کے یہ ذرات زمین سے نہیں بلکہ خلا سے آتے ہیں۔

اگرچہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسانی سرگرمیوں سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی مقدار میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بھی بڑھ رہا ہے۔ڈاکٹر رسل کا کہنا تھا کہ 'بادلوں کے حوالے سے ہم تمام تبدیلیوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں اور ہمارے مشن کا مقصد ان بادلوں کی بناوٹ کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا ہے جو ہمیں آگے چل کر ان کی ساخت کے بارے میں جاننے میں مدد دیں گی'۔

انسانی کینسر اور کیڑے میں رشتہ

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے انسانوں میں کینسر کے مرض اور ایک ننھے کیڑے کی عمر کے درمیان ایک پراسرار رشتہ دریافت کیا ہے۔جسم میں ایسے پروٹین بھی ہو سکتے ہیں جو کینسر اور انسانی عمر دونوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔مشہور رسالے 'سائنس' میں شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق کیلیفورنیا کے سائنسدانوں نے کہا ہے کہ ایک خاص قسم کی پروٹین جو انسانوں میں کینسر کو روک سکتی ہے وہی دراصل ایک خوردبینی کیڑے کی طویل عمر کی وجہ بھی ہے۔اعداد و شمار کے مطابق یہ بات سچ ہے کہ انسان کی عمر جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے اسے کینسر ہونے کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے جاتے ہیں لیکن سائنسدان ابھی تک یہ معلوم نہیں کر پا رہے ہیں کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔

(بشکریہ، بی بی سی نیوز، مئی و جون ۲۰۰۶ء)